www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق وتنقید

از غازی عزیر

قسط : ۳ (آخری)

ابو البشر

حضرت آدم علیہ السلام کی خطاؑ

(ج) حضرت آدم علیہ السلام کی وسیلہ اختیار کرنے والی حدیث کے آخر میں "وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" (یعنی اگر حضرت محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا) وارد ہے۔ جو عقائد سے متعلق ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔ چونکہ اسکے لیئے کوئی متواتر نص موجود نہیں ہے۔ لہذا کتابُ اللہ اور سنتِ رسولؐ سے اس کی صحت ثابت کرنا محال ہے۔ اس حدیث کو مختلف لوگ مختلف الفاظ اور مختلف مضامین کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ شیعہ حضرات اور باطنیہ فرقہ کے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ :

"اگر علی نہ ہوتے تو اے محمدؐ میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا"[1]

متنبی مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ اُن سے اس طرح فرمائے تھے :

"(اے غلام احمد) اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا"[2]

صوفی مزاج علماء کا ایک گروہ بیان کرتا ہے کہ :

"اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو یہ آسمان پیدا نہ

۱؎ رسالہ در حقیقتِ دینؒ مصنفہ شاہ شہاب الدین صفحہ ۱۳، طبع بمبئی ۱۹۳۳ء، ولایت نامہ تالیف مُلا سلطان محمد گنا بادی صفحہ ۳۵، طبع دوم چاپخانہ دانشگاہ تہران ۱۳۸۵ھ وغیرہ۔

۲؎ حقیقت الوحی، صفحہ ۹۹۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یہ کئے جاتے ہیں[۱]"

ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ:

"حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ! اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا کرتا نہ دوزخ"[۲]

ایک روایت اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے کہ:

"(اے محمدؐ!) اگر آپ نہ ہوتے تو میں یہ دُنیا پیدا نہ کرتا"[۳]

اس سلسلہ کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں نہ آدمؑ کو پیدا کرتا، نہ جنت کو، نہ جہنم کو"[۴]

اگر دیکھا جائے تو بعض عیسائیوں کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ:

"کائنات کی تمام اشیاء حضرت محمدؐ کے لئے پیدا کی گئی ہیں"[۵]

مولانا زکریا صاحب مرحوم نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کی وسیلہ والی حدیث کی تخریج کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"میں کہتا ہوں کہ ایک دوسری مشہور حدیث لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ اس کی تائید کرتی ہے، جس کے متعلق مُلا علی قاریؒ موضوعاتِ کبیر میں لکھتے ہیں کہ موضوع ہے لیکن اس کے معنی صحیح ہیں اور تشریف میں اس کے معنی ثابت ہیں[۶] الخ"

۱؎ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر ۳، حصہ ۹، مکتوب ۱۰۰، صفحہ ۷۴-۷۵، رسالہ درحقیقتِ دین از شہاب الدین شاہ صفحہ ۱۳، قصائد قاسمی بحوالہ تبلیغی نصاب مصنفہ مولانا زکریا مرحوم (فضائل درود صفحہ ۱۲۴ طبع دہلی الآثار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ مصنفہ عبدالحیٔ لکھنوی، صفحہ ۴۳-۴۴۔

۲؎ کنز العمال حدیث ۳۲۰۲۵ والأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ للقاری، صفحہ ۱۹۴۔

۳؎ الأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ للقاری، صفحہ ۱۹۴، والموضوعات لابن الجوزی، ج ۱، صفحہ ۲۸۹۔

۴؎ مستدرک حاکم، ج ۲، صفحہ ۶۱۵، والآثار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ از عبدالحیٔ لکھنوی، صفحہ ۴۴-۴۵۔

۵؎ انجیل برناباس انگریزی ترجمہ صفحہ ۵۰، طبع آکسفورڈ ۱۹۰۷ء ۔ ۶؎ تبلیغی نصاب (فضائل ذکر) عکسی، صفحہ ۹۵-۹۶

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے مولانا زکریا مرحوم کے التباس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ راقم نے مشہور حدیث "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ" پر بحث کرتے ہوئے اپنے سابقہ مضمون "حقیقتِ محمدیہ اور نورِ محمدی کی حقیقت" میں شیخ ملا علی القاری کے قول "موضوع ہے لیکن اس کے معنی صحیح ہیں" کا بدلائل بطلان کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ نہ اس کے معنی کی صحت کا دعویٰ درست ہے اور نہ اس کے ثبوت کا دعویٰ، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس مضمون کی تمام روایات سنداً و متناً قطعی طور پر باطل ہیں۔ چنانچہ ان میں سے مختلف روایات پر محدثین کبار مثلاً علامہ صنعانی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ذہبی، علامہ طاہر پٹنی، علامہ محمد بن علی الشوکانی، علامہ ابن الجوزی، علامہ سیوطی، علامہ ابن عراق الکنانی، ملا علی القاری وغیرہ نے "موضوع" ہونے کا صریح حکم لگایا ہے[1]۔ علامہ ابن عبدالحلیم ابن تیمیہ نے بھی اس مضمون کی تمام احادیث پر سخت تنقید فرمائی اور ان کا بطلان کیا ہے[2]۔ اس کے تفصیلی مطالعہ کے لئے راقم کے مضمون بعنوان "حقیقتِ محمدیہ اور نورِ محمدی کی حقیقت" کی طرف رجوع فرمائیں۔

ویسے بھی "وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جو خلافِ واقعہ امر ہے[3]۔ حالانکہ اسی حدیث میں چند سطور اوپر قبل از تخلیق آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خود نفی بھی کی گئی ہے، الفاظ اس طرح ہیں:

كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ؟

---

[1] الأحادیث المصنوعۃ للصنعانی، صفحہ ۷، الفوائد المجموعۃ للشوکانی صفحہ ۳۲۶، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲، صفحہ ۲۴۶۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی صفحہ ۸۶، الموضوعات لابن الجوزی ج ۱، صفحہ ۲۸۹، اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۱، صفحہ ۲۷۲، الأسرار المرفوعۃ الأخبار الموضوعۃ للقاری صفحہ ۱۹۴، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱، صفحہ ۳۲۵۔ سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱، صفحہ ۲۹۸۔ ۳۰۰۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۱، صفحہ ۹۶۔ ۹۷۔

[3] تفصیل کیلئے راقم کے مضمون "حقیقتِ محمدیہ اور نور محمدی کی حقیقت" کی طرف رجوع فرمائیں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"تم نے محمدؐ کو کیسے پہچانا جبکہ میں نے انہیں پیدا بھی نہیں کیا ہے۔"

چنانچہ ان دونوں الفاظ کا آپس میں تضاد اور ایک دوسرے کی تکذیب کرنا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

حدیث کے مذکورہ الفاظ قرآن کریم کی اُس آیت کے خلاف بھی ہیں، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت آدمؑ (اور بنی آدم) کی تخلیق کا مقصد و حکمت اس طرح بیان فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [۵۱]

"میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔"

خلاصۂ کلام یہ کہ زیرِ نظر حدیث بلا نزاع ضعیف الاسناد، مضطرب، خلاف کتاب و سنت، باطل بلکہ قطعی موضوع اور اسرائیلیات سے ماخوذ ثابت ہوتی ہے جس سے شریعت میں باتفاقِ اُمت استدلال کی کوئی گنجائش نہیں ہے جن علماء نے حضرت آدمؑ کے وسیلہ اختیار کرنے والی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے انہوں نے دراصل امام حاکمؒ کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے حالانکہ امام ابو عبداللہ الحاکمؒ کا کسی حدیث کی تصحیح فرمانا اہلِ علم حضرات کے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں ہے، مشہور ہے کہ حدیث کی تصحیح و تحسین کے معاملہ میں امام حاکمؒ بہت متساہل واقع ہوئے ہیں۔ شارح ترمذیؒ علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیئے کہ ابا عبداللہ الحاکم بھی حدیث کی تحسین و تصحیح میں امام ترمذیؒ کی طرح متساہل ہیں لیکن اس معاملہ میں (؟) دونوں کا مقام برابر نہیں ہے ..... بعض علماء یہاں تک فرماتے ہیں کہ حاکم کی تصحیح ترمذیؒ یا دار قطنیؒ کی تصحیح جیسی نہیں ہے بلکہ ان کی تصحیح ترمذی کی تحسین جیسی ہوتی ہے جبکہ ابن خزیمہؒ اور ابن حبانؒ کی تصحیح حاکم کی

---

[۵۱] سورۃ الذٰریٰت، ۵۶۔

© rasailojaraid.com
ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تصحیح کے مقابلہ میں بلا نزاع ارجح ہوتی ہے۔[۱]"

ایک اور مقام پر علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں:

"بلا ریب حاکم کی مستدرک میں بہت سی احادیث صحت کی شرط پر نہیں ہیں بلکہ اس میں تو موضوع احادیث تک موجود ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تصحیح کے معاملہ میں حاکم کا تساہل مشہور ہے جس طرح کہ بقول علامہ سیوطی حدیث کی تضعیف کے معاملہ میں ابن الجوزی کا تساہل مشہور ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن الجوزی اور حاکم کا (مستدرک میں) تساہل ان کی کتب میں موجود احادیث کے نفع کو معدوم کر دیتا ہے۔ پس ہر ناقد پر اعتناء بلا تقلید واجب ہے بالخصوص اس وقت جبکہ وہ ان کتب میں سے کچھ نقل کرے۔ جزائری فرماتے ہیں، اس معاملہ میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ حاکم کی تصحیح کے انفراد کی صورت میں کیا حکم ہے[۲]"

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

"امام حاکم صدوق تھے لیکن انہوں نے اپنی مستدرک میں بہت سی ساقط احادیث کی بھی تصحیح کی ہے[۳]" اور اس امر میں شک نہیں کہ مستدرک میں ایسی بہت سی احادیث ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں ہیں بلکہ اس میں احادیث موضوعہ بھی وارد ہیں الخ[۴]"

اور علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"حاکم پر اس (زیر نظر) حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث کی تصحیح کی بنا پر ائمہ حدیث نے سخت نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ

۱ے مقدمہ تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری، صفحہ ۱۷۲، نشر السنۃ ملتان۔

۲ے ایضاً، صفحہ ۷۶-۷۸ مختصراً۔

۳ے میزان الاعتدال للذہبی ج ۳، صفحہ ۶۰۸۔

۴ے تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۳، صفحہ ۱۰۳۹-۱۰۴۵۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ایسی حدیثوں کی بھی تصحیح کر دیتے ہیں جو محدثین کے ہاں بالکل جھوٹی اور موضوع ہوتی ہیں۔ اسی لئے علمائے حدیث تنہا حاکمؒ کی تصحیح پر کبھی اعتماد نہیں کرتے۔ یہ بجا ہے کہ حاکمؒ کی تصحیح کردہ بہت سی حدیثیں صحیح ہیں لیکن تصحیح کرنے والوں میں ان کا مرتبہ وہی ہے جو کسی ایسے ثقہ راوی کا ہو سکتا ہے جو روایت میں بہت غلطی کرتا ہے اگرچہ محفوظ روایات بھی اس کے پاس بہت ہیں اس فن میں حاکمؒ کی تصحیح سے کمزور کسی کی تصحیح نہیں، برخلاف حاتم ابن حبان البستیؒ کے کہ جن کی تصحیح حاکمؒ سے کہیں بلند ہے۔ اسی طرح ترمذیؒ، دارقطنیؒ، ابن خزیمہؒ، ابن مندہؒ، وغیرہ مصححین حدیث ہیں کہ گو ان کی کسی کسی رائے میں اختلاف ہے مگر وہ حاکمؒ سے بہت زیادہ مہارت رکھتے ہیں[51]"

علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ الجزائریؒ، علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ذہبیؒ کے علاوہ علامہ ہیثمیؒ، علامہ عبدالرحمن معلمی الیمانیؒ، علامہ زیلعیؒ، اور علامہ محمد ناصرالدین الألبانی وغیرہ نے بھی اپنی مختلف تصانیف میں حاکمؒ کی تصحیح پر علمائے حدیث کا عدم اعتماد اور اس معاملہ میں ان کے تساہل کا ذکر کیا ہے تفصیل کے لئے لسان المیزان لابن حجرؒ، التنکیل بما فی تأنیب الکوثری للشیخ عبد الرحمن معلمی الیمانیؒ، نصب الرایہ فی تخریج الہدایۃ للزیلعیؒ اور سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

بلا تحقیق امام حاکمؒ کی تقلید میں اس حدیث کی تصحیح کرنے والوں میں سب سے زیادہ مشہور نام علامہ سبکیؒ کا بیان کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن الہادیؒ نے علامہ سبکیؒ کے تصحیح فرمانے پر سخت تنقید فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"مجھے تعجب ہے کہ سبکیؒ نے کس طرح حاکمؒ کی تقلید میں اس (نہ بنظر)

---

۵۱ القاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ، لابن تیمیۃ صفحہ ۸۹۔

۵۲ "التنکیل بما فی تأنیب الکوثری" للشیخ عبدالرحمن معلمی الیمانی ج ۱ صفحہ ۴۵۵، ۴۵۹ طبع لاہور، نصب الرایہ للزیلعی ج ۱، صفحہ ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴ - طبع مصر، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ صفحہ ۴۵۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

روایت کی تصحیح کی ہے حالانکہ یہ حدیث غیر صحیح اور سرے سے ثابت ہی نہیں ہے بلکہ حد درجہ ضعیفُ الاسناد ہے اور بعض آئمہ نے اِس پر موضوع کا حکم بھی لگایا ہے۔ حاکم کی حدیث کی اسناد عبدالرحمٰن بن زید تک صحت کے ساتھ نہیں پہنچتیں بلکہ مفتعل ہیں۔ اگر عبدالرحمٰن بن زید تک اِس کی اسناد کو صحیح مان لیا جائے تو بھی وہ ضعیف اور غیر محتج بہ رہے گی کیونکہ خود عبدالرحمٰن اِس کے طریق میں موجود ہے۔ حاکم ؒ نے بلاشبہ عظیم خطا کی ہے اور ان کا یہ تناقض، تناقضِ فاحش ہے کیونکہ انہوں نے خود عبدالرحمٰن کو اپنی کتاب "الضعفاء" میں ذکر کیا ہے۔ سبکی ؒ نے حاکم کی اس بڑی خطاء اور تناقضِ فاحش کی تقلید کی اور اُن پر اعتماد کیا ہے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں، ہم نے حاکم کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے"[1]

علامہ سبکی ؒ کے علاوہ اِس حدیث کی تصحیح کرنے والوں میں دوسرا قابلِ ذکر نام علامہ کوثری کا ہے۔ علامہ سبکی ؒ تو حاکم کی تصحیح پر اعتماد کرکے دھوکہ کھا گئے لیکن علامہ کوثری نے غیر جانبدار محقق کا رویّہ اختیار نہ کرتے ہوئے بطلان کی تمام واضح علامات کے باوجود اِس حدیث کی تصحیح کی ہے[2] عبدالرحمٰن ابن زید کے ضعف کا خود انہیں بھی اعتراف ہے لیکن اِس کے دفاع کی ناکام کوشش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"مگر وہ کذب کے ساتھ متّہم نہیں بلکہ وہم کے ساتھ متّہم ہے اور ایسے شخص کی بعض احادیث صاف ستھری ہوتی ہیں"

علامہ کوثری کے اِس قول پر تنقید کرتے ہوئے علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"عبدالرحمٰن بن زید میں جو وہم بتلایا گیا ہے تو وہ اسی باعث ہے

---

[1] الصارم المنکی لابن عبدالہادی، صفحہ ۲۹۔

[2] مقالات الکوثری، صفحہ ۳۹۱۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کہ اس نے احادیثِ موضوعہ روایت کی ہیں جیسا کہ حاکمؒ اور ابونعیمؒ سے منقول ہے۔ پس ایسے شخص کی کوئی حدیث شیخ کوثری کے نزدیک بھی صاف ستھری نہیں ہو سکتی، اِلّا یہ کہ اس میں تعصب اور ھویٰ سے کام لیا جائے۵۱ "

علامہ کوثری ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"کسی خبر پر باعتبار صناعۃ الحدیث وضع یا ضعفِ شدید کا حکم لگانے کا مدار اس بات پر ہے کہ اس میں کذّاب یا متہم بالکذب اور فاحش الخطاء رواۃ کے ساتھ انفراد پایا جائے۵۲ "

اور بقول علامہ ناصر الدین الألبانی:

"زیرِ نظر حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن زید میں کم از کم فاحش الخطاء ہونے کی علت تو ضرور پائی جاتی ہے۵۳ "

مختصر یہ کہ جن جلیل القدر محققین نے اس حدیث کا بطلان کیا ہے وہ بلاشبہ حق بجانب ہیں اور ان شاء اللہ عند اللہ ماجور ہوں گے۔ ان کبار ائمہ حدیث میں سے چند محققین کے اقوال مختصراً پیشِ خدمت ہیں:

علامہ ذہبیؒ "تلخیصُ المستدرک" میں فرماتے ہیں:

قُلْتُ بَلْ مَوْضُوْعٌ۔

"میں کہتا ہوں بلکہ یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے۵۴ "

"میزانُ الاعتدال فی نقد الرّجال" میں بھی علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو "باطل" قرار دیا ہے۵۵ علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے علامہ ذہبیؒ سے اتفاق کرتے ہوئے ان کے

---

۵۱ سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱، صفحہ ۴۱۔

۵۲ مقالات الکوثری، صفحہ ۴۲۰۔

۵۳ سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱/ ۴۱۔

۵۴ تلخیص المستدرک للذہبی ج ۲، صفحہ ۶۱۵۔

۵۵ میزان الاعتدال للذہبی ج ۲، صفحہ ۵۰۴۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قول کی توقیر کی ہے [۵۱] علامہ ابنِ کثیرؒ نے بیہقی کا قول (اس میں عبدالرحمٰن بن زید کا تفرد ہے اور وہ خود ضعیف ہے) نقل کر کے اس کی تائید فرمائی ہے [۵۲] علامہ حافظ ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں:

فَهٰذَا مَا اَنْكَرَهُ عَلَيْهِ اَئِمَّةُ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ [۵۳]۔

"بس یہ وہ حدیث ہے جس پر آئمہ حدیث نے انکار کیا ہے"

علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو اصلاً موقوف اور اسرائیلیات میں سے ہیں"

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرنے میں خطاء کی ہے۔ جس کی تائید ابوبکر الآجریؒ کی روایت سے بھی ہوتی ہے [۵۴] الخ"

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے بھی اس روایت کو اسرائیلیات کے قبیل سے قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"اس طرح کی حدیثوں پر شریعت کی بناء جائز نہیں اور باتفاقِ مسلمین ان سے دین میں قطعاً استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ اسرائیلیات وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن کی حقیقت بغیر صحیح و ثابت حدیث کی شہادت کے معلوم نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح کی حدیثیں اگر کعب الاحبارؓ اور اور وہب بن منبہؒ وغیرہ بھی جو اہلِ کتاب سے دنیا کی پیدائش اور متقدمین کے قصے نقل کرتے ہیں، روایت کرتے تو بھی باتفاق مسلمین شریعت میں ان سے استدلال جائز نہ ہوتا۔ پھر ایسی حالت میں ان کا کیا وزن ہو

---

۵۱ لسان المیزان لابن حجرؒ ج ۳، صفحہ ۳۶۰۔

۵۲ تاریخ ابنِ کثیرؒ ج ۲، صفحہ ۳۲۳۔

۵۳ القاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ لابنِ تیمیہ، صفحہ ۸۷، ۸۹۔

۵۴ سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ الألبانی ج ۱، صفحہ ۴۰۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سکتا ہے جبکہ انہیں ایسے لوگ روایت کرتے ہیں جن کا ماخذ نہ اہلِ کتاب ہیں نہ ثقات علمائے اسلام، بلکہ ایسے اشخاص سے روایت کرتے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک مجروح اور ضعیف ہیں اور جن کی حدیث حجت نہیں ہوتی، پھر خود راوی ایسے مضطرب ہیں کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حافظہ درست نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیثیں یا ان کے ہم معنی کوئی حدیث بھی کسی ایسے عالم نے روایت نہیں کی جو مسلمانوں کے نزدیک ثقہ اور جس کی روایت قابلِ اعتماد ہے بلکہ اس کے راوی اسحٰق بن بشر جیسے لوگ ہیں جو پیدائش عالم کی کتابوں میں روایتیں کرتے پھرتے ہیں۔ اگر یہ چیز نبیوں سے ثابت ہوتی تو اہلِ کتاب کے لئے شریعت ہوتی اور اس سے اس بنیاد پر احتجاج ہوتا کہ پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لئے بھی شریعت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف مشہور ہے لیکن آئمہ اور اکثر علماء کی رائے یہی ہے کہ وہ ہمارے لئے بھی شریعت ہے بشرطیکہ خاص ہماری شریعت میں اس کے خلاف کوئی حکم موجود نہ ہو، لیکن یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں بات اگلوں کے لئے شریعت تھی؟ ظاہر ہے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث یا خود اہلِ کتاب سے متواتر خبر کا پایا جانا ضروری ہے نہ اس طرح کی بے بنیاد روایتیں کہ جن سے استدلال مسلمانوں کی شریعت میں کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں[1]۔"

علامہ حافظ ابنِ تیمیہؒ اور علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ کے اس دعویٰ کی صداقت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری برناباس کی انجیل سے دو تائیدی اقتباسات ذیل میں پیشِ خدمت ہیں:

"God hid himself, and the angel Michael

---

[1] القاعدة الجليلة في التوسل والوسيلة لابن تيميةؒ، مترجم مولانا احسان الٰہی مرحوم، صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷۔ طبع لاہور۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

drove them forth from paradise. Whereupon. Adam, turning him round, saw written above the gate, "There is only one God, and Muhammad is messanger of God." Whereupon, weeping, he said: May it be pleasing to God, O my son, that thou come quickly and draw us out of misery."[1]

ترجمہ:

"پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو چھپا لیا اور فرشتہ میکائیل نے آدم و حوا کو جنت سے نکال باہر کیا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے چاروں طرف گھوم کر دیکھا تو جنت کے دروازہ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا پایا۔ تب آدم علیہ السلام نے کہا، 'شاید اللہ تعالیٰ کو پسند ہو، اے میرے بچّہ! تم جلد آؤ اور ہمیں اس مصیبت سے باہر نکالو'۔"

انجیل برناباس کے ایک اور مقام پر مذکور ہے:

"Adam, having sprung up upon his feet, saw in the air a writing that shown like the Sun, which said:

"There is only one God, and Muhammad is the messenger of God."[2]

---

[1] انجیل برناباس، صفحہ ۵۲، طبع آکسفورڈ پریس ۱۹۰۷ء (انگریزی ترجمہ)۔

[2] THE GOSPEL OF BARNABAS (ENGLISH VERSION), Page No. 50, Oxford Press, 1907.

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ترجمہ:

"(جب حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا گیا تو) وہ اپنے پیروں پر اچھل کر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے ہوا میں ایک تحریر دیکھی جو سورج کی مانند چمک رہی تھی۔ وہ تحریر اس طرح تھی:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔"

حدیث زیرِ مطالعہ پیش کی گئی مذکورہ بالا تمام بحثوں کا خلاصہ حافظ ابن تیمیہؒ کے جامع الفاظ میں اس طرح پیش خدمت ہے:

"تجھے یہ بات کافی ہے کہ یہ حدیث معتمد علیہ کتب احادیث صحاح بخاری ومسلم وصحیح ابن خزیمہ وابو حاتم وابن حبان وحاکم[1] و متخرج علی الصحیح لأبی عوانہ وابی نعیم ومستخرج البرقانی واسماعیلی میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی کتب سنن ابی داؤد ونسائی وابن ماجہ میں ہے اور نہ جوامع مثلاً جامع الترمذی وغیرہ میں ہے اور نہ ہی مسانید مثلاً مسند احمد وغیرہ میں ہے اور نہ ہی مصنفات مثلاً مؤطا امام مالک ومصنف عبدالرزاق وسعید بن منصور وابن ابی شیبہ ووکیع وسلمہ میں ہے اور نہ ہی ان کتب تفاسیر میں ہے جن کی اسانید مقبول ومردود میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً تفسیر عبدالرزاق وعبد بن حمید واحمد بن حنبل واسحاق بن ابراہیم وعبدالرحمٰن بن ابراہیم ودحیم وابن ابی شیبہ و بقی بن مخلد وتفسیر ابن ابی حاتم وابن ابی داؤد ومحمد بن جریر الطبری وابی بکر بن المنذر وابن مردویہ۔ کئی ایک حفاظ نے حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا ہے مثلاً ابوالقاسم ابن عساکر نے تاریخ کبیر میں پورا واقعہ درج کیا ہے اور لوگوں سے مروی تمام روایات جمع کر دی

---

[1] یہاں شیخ الاسلامؒ سے تسامح ہوا ہے کیونکہ اس حدیث کی تخریج حاکمؒ نے اپنی مستدرک (ج ۲، صفحہ ۶۱۵) میں کی ہے اور خود آں رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الوسیلۃ (صفحہ ۸۹) میں اس روایت کو بحوالہ حاکم وارد کر کے اس کا بطلان کیا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہیں لیکن اس روایت کو وہ بھی نہیں لائے ہیں[1] اس روایت یا اس کے مثل دوسری روایات کو وہ لوگ لاتے ہیں جو موضوعاتِ کثیرہ اور اکاذیبِ عظیمہ کو بلا تمیز جمع کر دیتے ہیں مثلاً مصنف کتاب وسیلۃ المتعبرین للشیخ عمر موصلی یا اس کے مثل "تنقل الأنوار" للبکری جسمیں کذب موجود ہے اور سمجھدار آدمی اسے بخوبی جانتے ہیں۔ اسی طرح قاضی عیاضؒ بن موسیٰ الیحصبی جن کے علم وفضل اور دینداری کے باوجود علماء نے ان کی کتاب "الشفاء" میں ذکر کردہ بہت سی احادیث و تفاسیر کا انکار کیا ہے، اور ان کو موضوعات و مناکیر میں سے قرار دیا ہے۔ ثعلبیؒ اور واحدیؒ وغیرہ کی تفاسیر میں فضائل و تفسیری مواد ہیں غریب اور موضوع چیزیں موجود ہیں لہذا کسی بات کو محض ان کی طرف منسوب کر دینے سے وہ بات قابلِ اعتماد نہیں ہو جاتی۔ اسی طرح ابُو القاسم القشیری، ابو اللیث السمرقندی اور ابو عبدالرحمٰن السلمی کی تفاسیر پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ پھر یہ گمراہ وہم کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود تھے اور آپؐ کی ذات تمام ذوات سے قبل مخلوق ہوئی اور اس پر موضوع اور بناوٹی روایات سے استشہاد کرتے ہیں مثلاً اس حدیث سے جسمیں ہے کہ عرش کے گرد نور تھا آپؐ نے فرمایا جبریلؑ وہ نور میں ہی تھا۔ ان میں سے بعض کا دعویٰ ہے کہ حضرت جبریلؑ کے نازل ہونے سے قبل ہی آپؐ حافظِ قرآن تھے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے بعد اور اس میں روح پھونکنے سے قبل آپؐ کو نبی لکھ دیا تھا اور یہ بات صحیحین کی حدیث ابنِ مسعودؓ کے عین مطابق ہے جس میں جنین کے پیدا ہونے اور درجہ بدرجہ حالات کی تبدیلی کا بیان

---

[1] یہاں بھی شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے تسامح ہوا ہے۔ ابنِ عساکرؒ نے اس روایت کو ج ۲، صفحہ ۳۱۰، ق ۲) پر وارد کیا ہے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہے اسکے مناسب ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور نفخ روح کے درمیان اس کے احوال لکھے اور یہ عظیم حال بھی تحریر ہوا کہ اس کی اولاد میں ان کا سردار ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے توسل کے بارے میں بکری نے جو روایت ذکر کی ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی نقل نہیں کرتا۔ یہ قابلِ اعتماد نہیں ہے نہ ہی کسی اور روایت کی تائید و استشہاد میں پیش کی جاسکتی ہے۔ اس روایت کی تکذیب اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَتَلَقَّىٰٓ اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ۔ قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا۔[1]

"حضرت آدمؑ نے اپنے رب سے کلمات حاصل کئے پس اللہ تعالیٰ نے اس پر رجوع کیا یعنی ان کی توبہ قبول کی کیونکہ وہ بیشک توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ پھر ہم نے کہا کہ نیچے چلے جاؤ تم سب یہاں سے"

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کلمات سے توبہ کی تھی جو انہوں نے اپنے رب سے حاصل کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ[2]

"وہ پکار اُٹھے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم خسارہ میں پڑنے والوں میں سے ہو جائیں گے"

---

[1] سورۃ البقرۃ، ۳۷، ۳۸۔

[2] سورۃ الاعراف، ۲۳۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ان کلمات کے بعد ان کو ھبوط کا حکم دیا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ھبوط کا حکم انہی کلمات کے بعد تھا جو انہوں نے رب تعالیٰ سے حاصل کئے تھے اور وہ کلمات تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا الخ یا انہیں کے ہم معنی دوسرے کلمات۔ مفسرین کے طائفہ کثیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ جو کلمات انہوں نے رب تعالیٰ سے حاصل کئے تھے وہ کلمات ان کے علاوہ کوئی اور تھے تو ظاہر قرآن کے خلاف اس قائل کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ابن أبي الدنیا نے کتاب "التوبہ" میں ان کلمات کے بارے میں بہت سی چیزیں پیش کی ہیں۔ جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس قول کے گرد ہی گھومتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے نیز آدم و حوا کے اس قول رَبَّنَا ظَلَمْنَا الخ میں اقرارِ جرم اور طلبِ بخشش ہے۔ آدم سے کم تر اگر کوئی ایسا اقرارِ جرم کرے اور بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَائِشَةَ اِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِي اِلَيْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا عْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ[1]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر تجھ سے کوئی جرم ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور اس کی طرف رجوع کر۔ بندہ جب جرم کا اقرار کر کے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ

[1] ۔ صحیح بخاری مع فتح الباری، ج ۷، صفحہ ۴۳۳، ج ۸، صفحہ ۳۶۲، صحیح مسلم کتاب التوبہ، مسند احمد، ج ۶، صفحہ ۱۹۶، ۲۶۴۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا[1]

"جو برا کام کرتا ہے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا"

اسی طرح وہ آیت جو سورۂ آلِ عمران میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ[2]

"اور جو فحش کام کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں، اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہ معاف کرسکتا ہے اور جان بوجھ کر اپنے کاموں پر اصرار نہیں کرتے"

جب توبہ سے مغفرت حاصل ہو جاتی ہے تو مقصود اسی سے حاصل ہوگا نہ کسی دوسرے ذریعہ سے، صحیح حدیث میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَمْرُو أَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَاَنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا[3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اے عمرو کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام پہلے کی تمام چیزیں ساقط کر دیتا ہے اور توبہ پہلے کے تمام کام گرا دیتی ہے"

نیز اگر حضرت آدم ؑ نے ایسا کیا ہوتا تو اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سورۃ النساء: ۱۱۰۔

[2] سورۂ آلِ عمران ۱۳۵۔

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان، ۱۹۲۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بھی ایسے ہی کہتی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں تمام انبیاءؑ بھی ایسا ہی کہتے جبکہ آثارِ سنن کے عالم جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اس کا حکم نہیں دیا ہے، اور نہ کسی صحابی سے منقول ہے نہ ہی کسی نیک و متقی عالم نے ایسا کیا ہے۔ معلوم ہوا یہ جھوٹے وضاعین کی اختراع ہے۔ جنہوں نے صحیح کے مقابلے میں اس سے زیادہ جھوٹ وضع کر لیا ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان نقد اور علماء نقل یعنی علماء جرح و تعدیل کے ذریعہ تفریق کرا دی ہے[1]"

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہؒ کی اس مفصل، علمی اور لاجواب تحقیق کے ساتھ ہی ہم زیرِ نظر مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

احباب متوجہ ہوں

آج کل وی۔ پی پیکٹ کا ڈاک خرچ بہت زیادہ ہو گیا ہے جس کے عدم وصول یا انکاری ہونے پر واپسی کی صورت میں ادارہ کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اس لئے جملہ خریداران محدث کی خدمت میں گذارش ہے کہ جن صاحبان کو اپنے زرِ سالانہ کے ختم ہو جانے کی اطلاع اب تک مل چکی ہے۔ وہ براہِ نوازش دفتر ہذا کو جلد از جلد اپنا زرِ سالانہ بذریعہ منی آرڈر/ چیک بھیج دیں اسی طرح دوسرے صاحبان بھی زرِ سالانہ کی میعاد ختم ہونے کی اطلاع ملتے ہی زرِ سالانہ جلد بھیجنے کی کوشش فرمایا کریں ورنہ دو ماہ تک انتظار کرنے کے بعد محدث کی ترسیل بند کر دی جائے گی کیونکہ مذکورہ صورتِ حال کی وجہ سے وی پی کی ترسیل بند کر دی گئی ہے!

مینجر محدث

[1] الرد علی البکری لابن تیمیۃ، صفحہ ۶، ۹ مختصراً، طبع سلفیۃ مصر۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ